مخدوم محمد معین ٹھٹوی
ترجمہ:- غلام مصطفی قاسمی

رسالۃ

بادھۃ الورود فی اثبات وحدۃ الوجود

نحمدہ ونستعین بہ و نصلی علی تعینہ الاول وتعیناتہ النبویۃ والولویۃ جمیعًا۔ فلا یخفی علی الماھر فی الفلسفۃ و الکلام اتفاق کلمۃ القوم علی ان وجود الممکنات صفۃ انتزاعیۃ لاوجود لھا فی الخارج حتی قالوا لیس فی الاعیان شیٔ یصدق علیہ الوجود وانہ من المعقولات الثانیۃ لا یحاذی امرا فی الخارج۔

والذی یلجأ ھم الیہ امورا من اقواھا التفصی عما یرد علی قولھم بزیادتھا علی ماھیۃ الممکن

ہم اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اس کے پہلے تعیّن اور نبوت اور ولایت کے جملہ دوسرے تعینات پر درود بھیجتے ہیں۔ اس کے بعد جاننا چاہیئے کہ فلسفہ اور کلام کے ماہر پر قوم کا اس بات پر اتفاق پوشیدہ نہ ہوگا کہ ممکنات کا وجود ایک انتزاعی صفت ہے جس کے لئے خارج میں کوئی وجود نہیں ہے (اور ممکن کا) یہ وجود دوسرے درجے کے معقولات میں سے ہے جس کے برابر خارج میں کوئی مصداق نہیں ہے۔

جس نے ان کو اس قول کی طرف جانے کے لئے مجبور کیا ہے وہ چند چیزیں ہیں ان میں سے اقوی سبب تو اس اعتراض کا جواب

وھو المذھب المختار عند الکل وھو ان الصفۃ الثبوتیۃ للشئ فرع وجودہ فی نفسہ ضرورۃ - فلو کان الوجود صفۃ زائدۃ قائمۃ بالماھیۃ لزم ان یکون قبل الوجود لھا وجود فیلزم کون الشئ موجودا مرتین ھذا خلف- وما اجیب عن ذلک بأن الضرورۃ التی ادعیتموھا انما ھی فی صفۃ وجودیۃ ھی غیر الوجود واما الوجود فالضرورۃ فیہ علی عکس ذلک لیس بشئ فان دعوی الضرورۃ ھھنا تحکم فیکون الجواب من قبیل التخصیص للاحکام العقلیۃ الیقینیۃ بسبب ما یعارضھا کما ھو داب اصحاب العلوم الفنیۃ[له] فی احکامھا العامۃ فلیس التفصی الا بما قیل الضرورۃ تحکم بان کل صفۃ ثبوتیۃ ای موجودۃ فی الخارج فان قیامھا بالموصوف فرع وجودہ فیہ ولیس الوجود

ہے جو ان کے اس قول پر کہ ممکن کی ماہیت پر اس کا وجود زائد ہے اور یہی سب کے نزدیک پسندیدہ مذہب ہے۔

اس پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ شئی کی ثبوتی صفت اس کے وجود فی نفسہ کی فرع ہے اور یہ بدیہی بات ہے۔ پس اگر وجود کو ماہیت سے زائد اور اس کے ساتھ قائم صفت مانا جائے تو وجود سے پہلے دوسرے وجود کا ہونا ضروری ہوگا اس طرح ایک چیز دوبار موجود ہوگی یہ باطل ہے۔ اور اس کا جو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ جس ضرورت کی جو تم نے دعوٰی کی ہے (اور یہ کہا ہے کہ شئی کی صفت ثبوتی اس شئی کے وجود فی نفسہ کی فرع ہے) یہ قاعدہ اس صفت وجودیہ میں ہے جو کہ وجود کا غیر ہے باقی وجود میں تو اس کے برعکس حکم ہے یہ (یہ جواب) کوئی چیز نہیں کیوں کہ یہاں ضرورت کا دعوی کرنا بے دلیل بات ہے اب یہ جواب احکام عقلیہ یقینیہ میں اس کے معارض کی وجہ سے از قبیل تخصیص ہے، جیسا کہ یہ علوم فنیہ کے اصحاب کا داب رہا ہے۔ ان کے عام احکام میں اس سے۔ اس کہنے کے سوا کوئی خلاصی نہیں کہ ضرورت حکم دیتی ہے کہ ہر صفت ثبوتی (یعنی خارج میں وجود رکھنے والی) اس کا اپنے موصوف سے قائم ہونا موصوف کے خارج میں

[له] اس لفظ کی کتابت صاف نہ تھی غالباً الفنیۃ ہے۔

صفة ثبوتية اى موجودة فى الخارج فان قيامها بالموصوف فرع وجوده فيه وليس الوجود صفة موجودة فى الخارج بل امتيازه عن معروضه انما هو فى العقل وحده. نعم، انه ثبوتية بمعنى ان السلب ليس بداخل فى مفهومه۔

هذا ليس بدليل المسئلة وانما الشان فى بيان ذلك حتى ننظر فى مقدماته۔

ظهر لى عليها بحمد الله سبحانه برهان سالمة المقدمات۔

ان شاء الله تعالى۔

لوكان وجود الممكنات صفة موجودة فى الخارج لكان اما موجودا بوجود زايد على نفسه او بوجود هو عين ذلك الوجود وكلا الامرين باطل۔ فلضرورة اتصاف الموجود بالوجود والا لم يكن لايجاد المعدوم اثر زايد على الماهية بالنسبة الى حالة العدم۔ وهو ضرورى البطلان .... التاليين فلزوم

موجود ہونے کا فرع ہے۔ اور وجود (اس معنی سے) صفت ثبوتی نہیں ہے کہ وہ خارج میں موجود ہے کیوں کہ صفت ثبوتی کا قیام موصوف سے موصوف کے خارج میں موجود ہونے کا فرع ہے اور وجود ایسی صفت نہیں جو خارج میں موجود ہو۔ بلکہ وجود کا امتیاز اپنے معروض سے صرف عقل میں ہی ہوتا۔ ہاں وجود اس معنی سے ثبوتی ہے کہ اس کے مفہوم میں سلب داخل نہیں ہے۔

یہ کوئی مسئلہ کا دلیل نہیں ہے اس میں مزید بیان کی ضرورت ہے تاکہ اس کے مقدمات پر نظر ڈالیں۔

میرے لئے اس مسئلہ پر بحمد اللہ ایک برہان سالم مقدمات والا ظاہر ہوا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اگر ممکنات کا وجود خارج میں موجود ہونے والی صفت ہے تو پھر وہ اپنی نفس پر زاید وجود کے ساتھ موجود ہوگا یا ایسے وجود کے ساتھ موجود ہوگا جو اس وجود کا عین ہو۔ یہ دونوں شقیں باطل ہیں۔ کیوں کہ موجود کا وجود کے ساتھ اتصاف ضروری ہے ورنہ معدوم کے ایجاد کے لئے عدم کی حالت کے لحاظ سے ماہیت پر کوئی زائد اثر نہ ہوگا۔ تو پھر دونوں "تالیوں" کا بطلان بدیہی ہے کیونکہ ہر ایک تقدیر پر محال لازم آتا ہے پہلی تقدیر پر اس طرح کہ اگر وجود کا وجود خارج میں

المحال علی تقدیر منهما :-

علی الاول فلانه لو کان وجود الوجود فی الخارج زایدا علی نفسه فانا ننقل الکلام الی وجود ذلک الوجود ثم فثم فان تسلسلت الوجودات الخارجیة لزم المحال - التزم ان هنالک وجود موجود بعینه کان داخلا فی التالی (الشق) ونبطله بقولنا علی الثانی فلان الوجود الموجود بنفسه لا بامر زاید علی ذاته واجب لا ممکن فانا لا نعنی بالواجب الا ما لا یحتاج فی وجوده الی غیره فیلزم تعدد وجوب الواجب وجواز کونه صفة للممکن ، وکل ذلک محال باطل .

عندی برهان منتهض علی کون وجود الممکن امرا اعتباریا انتزاعیا غیر موجود فی الخارج اصلا ...... (۱) یقوده لو کان (کون) یجب الوجود نفس الوجود مستلزما الخ ولزوم ما هو باطل لما صح التزامه

اپنے نفس پر زائد ہو تو ہم اُس دوسرے وجود میں کلام چلائینگے اور چلتے رہینگے اگر خارجی وجودات کا سلسلہ بڑھتا گیا تو محال لازم ہوگا۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ وہاں ایک وجود ہے جو بعینہ موجود ہے تو وہ دوسری تالی میں داخل ہوگا اور اس کو ہم اپنے اس قول سے باطل بنائینگے کہ دوسری (شق) پر کہ وجود جو اپنی ذات پر زائد چیز سے نہیں بلکہ اپنی ذات کے لحاظ سے موجود ہے وہ واجب ہوگا ممکن نہ ہوگا کیوں کہ ہم واجب سے یہی مراد لیتے ہیں کہ اپنے وجود میں اپنے غیر کی طرف محتاج نہ ہو، پھر تو واجب کے وجوب کا تعدد لازم آئے گا اور اس کا ممکن کے لئے صفت ہونا جائز ہوگا اور یہ ہر ایک بات باطل ہے میرے پاس ایک برہان ہے جو اس پر دال ہے کہ ممکن کا وجود امر اعتباری انتزاعی ہے اور خارج میں بالکل موجود نہیں ہے۔

اگر وُجود کے وُجود کا نفس وجود ہونا اس کے وجوب کو لازم کرے اور اس سے باطل چیز کا لزوم ہو تو اہل حق کا خصوم سے اپنے مناظروں اور مدافعات میں متعدد امر کا التزام صحیح نہ ہوتا۔ ایک تو وہ اس کو ان لوگوں کے جواب میں پیش کرتے ہیں جو محال کو ثابت کرتے ہیں اور یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ وجود موجود نہیں

من اہل الحق فی مناظراتھم ومدافعاتھم
للخصماء فی مواضع عدیدہ۔ قولھم فی
جواب مثبتی الحال لما استدلوا
وقالوا الوجود لیس بموجود والا
لزاد وتسلسل ولا معدوم والا اتصف
الشئ بنقیضہ۔ الوجود موجود ووجودہ
نفسہ فان کل مفہوم مغایر للوجود
فانہ انما یکون موجودا بامر زائد
فیضم الیہ ولا الوجود فھو موجود
بنفسہ لا بامر زائد علیہ۔

مباحثات اہل الحق الموجودۃ
فی اکثر الاسفار لا یخلو عن المجادلۃ
مع الخصماء۔

فالملازمۃ المذکورۃ بقولہ
لو کان لما صح باطلۃ اذ بالتزام
کون وجود الوجود نفسہ یبطل
الملازمۃ فی قول الخصم والا لزاد
وتسلسل۔ وببطلانھا لا یثبت کون
الوجود حالا وھو المطلوب وان کان
ذلک الملتزم فی نفسہ مستلزما
لامر یحکم العقل ببطلانہ وھو کون
وجود الممکن واجبا فالمراد بالوجود
مطلقہ لا وجود الواجب

ہے ورنہ یہ آگے بڑھے گا اور تسلسل لازم
آئے گا اور وجود معدوم بھی نہیں ہے ورنہ
ایک شئ کا اپنے نقیض سے اتصاف لازم آئے
گا اس کے جواب میں اہل حق کہتے ہیں کہ وجود
موجود ہے اور اس کا وجود اس کا نفس ہے کیونکہ
ہر مفہوم جو وجود سے مغائر ہے اس کو امر زائد
کی وجہ سے موجود کہا جائے گا اس کے ساتھ
یہ مقدمہ ضم کیا جائے گا کہ وجود ایسا نہیں ہے
کیونکہ وہ امر زائد کے ساتھ نہیں بلکہ اپنی ذات
کے لحاظ سے موجود ہے۔

اہل حق کے اکثر کتابوں میں جو اپنے خصوم
سے مباحثے موجود ہیں وہ مجادلہ سے خالی نہیں
ہیں۔

تب اس کے قول میں مذکورہ ملازمت
"اگر ہوتا تو صحیح نہ ہوتا" باطل ہے، کیونکہ
وجود الوجود کو وجود کا نفس کہنے سے خصم کے
اس قول میں "ورنہ دور اور تسلسل لازم آئے
گا" ملازمت باطل ہو جائے گی۔ اور اس کے
بطلان سے وجود کا حال (واسطہ) ہونا ثابت
نہ ہوگا اور یہی ہمارا مطلوب ہے۔ اور اگرچہ
لزوم فی نفسہ ایک ایسی چیز کو مستلزم ہے
جس کے بطلان کا عقل حکم کرتا ہے اور وہ
ہے ممکن کے وجود کا واجب ہونا تو وجود سے

فقط۔

فهل وقع تصريح من احد باستلزام ذلك الوجود الوجوب۔

قال الفاضل الچلپی ذیل قول السید السند فی شرح المواقف: واما الوجود فهو موجود بنفسه انتهى فيكون الوجود واجب الوجود لانا لانعنى بواجب الوجود الا ماقام بنفسه ولا يحتاج فى الوجود الى الغير. انتهى كلام الفاضل۔

الفاضل الچلپی لایوازن القاضی عضد الملة وقد حكم فى المواقف بجواز ارتفاع الماهية الممكنة على القول بكون الوجود نفسها اوجزءها فى جواب من اثبت زيادة الوجود عليها مستدلا بأن الماهية الممكنة من حيث هى يقبل العدم ولوكان الوجود نفس الماهية الممكنة لاجزءها لم يكن كذلك بل تابى العدم كالواجب حيث قال۔

واجيب بأنك ان اردت بقبول العدم انها تثبت فى الخارج خالية عن الوجود فممنوع

مراد مطلق وجود ہے صرف واجب کا وجود نہیں ہے

پھر کیا کسی نے یہ تصریح کی ہے کہ یہ وجود (مطلق) وجوب کو مستلزم ہے؟

فاضل چلپی نے سید سند کے شرح مواقف میں اس قول کے تحت: "واما الوجود فهو موجود بنفسه" کہا "پھر وجود واجب الوجود ہو جائے گا کیوں کہ واجب الوجود سے یہی تو قصد کرتے ہیں کہ اپنے نفس سے قائم اور وجود میں غیر کی طرف محتاج محتاج نہ ہو۔ فاضل چلپی کا کلام ختم ہوا۔

فاضل چلپی، قاضی عضد الملة کے ہم پلہ نہیں ہے، قاضی صاحب نے خود مواقف میں یہ حکم کیا ہے کہ اگر وجود کو ماہیت کا عین یا جزء قرار دیا جائے تو ماہیت ممکنہ کا مرتفع ہونا جائز ہے اور یہ اس کے جواب میں کہا ہے جو کہ وجود کو ماہیت پر زائد ثابت کرتا ہے۔ اس پر یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اگر ماہیت ممکنہ اپنی ذات کے لحاظ سے عدم کو قبول کرتی ہے اگر وجود ماہیت ممکنہ اپنی ذات کے لحاظ سے عدم کو قبول کرتی ہے اگر وجود ماہیت ممکنہ کا عین یا جزء ہوگا تو ایسا نہ ہوگا بلکہ ماہیت واجب کی طرح عدم سے انکار کرے گی، جیساکہ انہوں نے کہا:

اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ ماہیت کا عدم کو قبول کرنے سے تیرا اگر یہ ارادہ ہے کہ ماہیت

وان اردت ارتفاعها فلا نسلم انها لو كانت نفس الوجود لما قبلته لان الوجود نفسه يرتفع لانه اذا ارتفع الماهية فقد ارتفع وجودها - انتهى .

وهذا يصرح بان كون الوجود نفس ماهية وجودا كانت تلك الماهية او غيره لا يوجب كونها واجبة الوجود .

فان الحكم بصحة ارتفاعها بالكلية حكم بامكانها كما لا يخفى - والماهية الواجبة لا يحتاج فى الحكم العقلى اليقينى الى تائيد الفاضل الچلپى وتصريحه، و لا ننكر فى البحث بمخالفة القاضى العضد فان ذلك من دابه علوم النقل دون العقل -

بعون الله سبحانه نجاهر بالحق الصريح ونقول : الحق مع من اثبت زيادة الوجود على الماهيات الممكنة بما تقدم دعوى ودليلا - الاول فلحقيقة

خارج میں وجود سے خالی ثابت ہوگی تو یہ ممنوع ہے اور اگر تیرا ارادہ ماہیت کے ارتفاع کا ہے تو ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ اگر ماہیت کو وجود کا عین کہا جائے تو وہ عدم کو قبول نہ کرے گی کیوں کہ وجود بنفسہ مرتفع ہوجاتا ہے کیوں کہ جب ماہیت اُٹھ جائے گی تو اس کا وجود بھی مرتفع ہوگا انتہیٰ ۔

یہ اس بات کی تصریح ہے کہ وجود کا ماہیت کا عین ہونا چاہے وہ ماہیت وجود ہو یا اس کا غیر ، اس کو واجب نہیں کرتا کہ وہ خود واجب الوجود ہوجائے ۔

کیوں کہ ماہیت کے بالکلیہ ارتفاع کا صحیح ہونا یہ اس کے امکان کا حکم ہے ، جیسا کہ مخفی نہیں ہے ، اور ماہیت واجبہ یقینی عقلی حکم میں فاضل چلپی کی تائید اور تصریح کی طرف کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی بحث میں ہم قاضی عضد کی مخالفت سے انکار کرتے ہیں کیوں کہ ایسا ہونا نقلی علوم میں ہوتا ہے ، عقلی میں نہیں ہوتا ۔ اللہ سبحانہ کی مدد سے ہم کھل کر صریح حق کو بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق ان لوگوں کے ساتھ ہے جو وجود کو ماہیات ممکنہ پر زائد ثابت کرتے ہیں ، جس کے دعوے اور دلیل گزر چکا اوّل یہ کہ ثانی حق ہے اور .... ضعیف ہے دوم اس کی

الثانی وتضعیف ... الثانی فلان
تحریره وتفصیله: لو کانت الماهیات الممکنة باسرها جوهرا وعرضا فی اعیانها وذواتها عین الوجود ونفسه لم یکن ذلک الوجود الذی هو نفس الماهیة الممکنة الی رجة مفعولا ثانیا ولا صفة اعتباریة بل ذاتا محققة لکل ذات وصفة وجوهر وعرض فی الخارج بل فی الذهن ایضاً وکل ماهیة ذاته الوجود یقتضی بذاته التحقق والکون من غیر حاجة الی غیره فتکون واجبة لا ممکنة. اذ الممکن ما لا یقتضی ذاته التحقق ولا العدم بل الکل فیه من المرجح وهو من حیث هو هو یقبل العدم کما یقبل الوجود من غیر اقتضاء لشیٔ منهما. تابی العدم من حیث ذاته المقتضیة لنقیضه فتصیر الماهیات باسرها واجبة. هذا خلف.

فالوجود زائد علی الماهیات

تحریر اور تفصیل اس طرح ہے کہ اگر ماہیات ممکنہ جواہر ہوں یا اعراض سب کی سب اگر اپنے اعیان اور ذوات کے لحاظ سے وجود کا عین اور نفس ہوں تو وجود جو ماہیت ممکنہ کا عین ہے وہ مفعول ثانی نہ ہو اور نہ صفت اعتباری ہو ———

——— بلکہ ایک ذات محقق ہو خارج میں ہر ذات صفت، جوہر اور عرض کے لئے ———

——— بلکہ ذہن میں بھی۔ اور ہر ماہیت جس کی ذات (حقیقت) وجود ہو تو وہ اپنی ذات کے لحاظ سے کسی دوسری چیز کی طرف حاجت کے سوا تحقق اور کون کا تقاضا کرتی ہے۔ پھر تو وہ واجب ہوگی ممکن نہ ہوگی۔ کیونکہ ممکن وہ ہے جس کی ذات نہ تو تحقق کو چاہتی ہے اور نہ عدم کو، بلکہ ان میں سے ہر ایک مرجح کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے اطلاق کے لحاظ سے عدم کو قبول کرتا ہے جیسا وجود کو قبول کرتا ہے، ان میں سے کسی کے لیے اقتضا نہیں کرتا۔

عدم کو اپنی ذات کے لحاظ انکار کرتا ہے کیوں کہ اس کی ذات عدم کے نقیض کو اقتضا کرتی ہے

پھر تمام ماہیات واجب ہوجائیںگی

یہ تو باطل ہے۔

پس وجود تو ماہیات ممکنہ پر زائد ہے

الممكنة هذا مراد المستدل -

..... القاضي - ان اردت ارتفاعها فلا نسلم انها لو كانت الخ قلنا : اردنا ذلك و منع الملازمة باطل ومصادمة بالقطع البرهاني و اخراج للماهيات عن مقتضيات ذواتها و تجويز لقبول الماهية الواجبة من حيث هي هي للعدم تعالت وتقدست - فان اباءها عن العدم ليس الا لاقتضاء ذاتها لنقيضه - فبعد كون ماهية الممكن مقتضية بالذات لنقيض العدم لا فرق بينهما و بين ماهية الواجب فتجويز القبول المذكور في احدهما تجويز في الآخر .... لان الوجود نفسه يرتفع الخ ارتفاع الماهية التي هي عين الوجود في الخارج والوجود الذي هو موجود في الخارج بنفسه لا بوجود زائد عليه - والا يلزم خروج الماهية عما يقتضيه الذات وهو محال و انما يرتفع الوجود الذي هو حقيقة معدومة في الخارج معقولة

یہی مستدل کی مراد ہے -

قاضی - اگر تو ماہیات کے ارتفاع کا ارادہ کرتا ہے تو ہم تسلیم نہیں کریں گے کہ اگر وہ ہو الخ ہم کہیں گے کہ ہم نے وہی ارادہ کیا ہے اور ملازمت کو روکنا باطل ہے برہانی دلیل سے ٹکرانا اور ماہیات کو اپنی ذوات کی اقتضا سے نکالنا اور اس کو جائز بنانا ہے کہ ماہیت واجبہ اپنے اطلاق کے لحاظ سے عدم کو قبول کرتی ہے - وہ اس سے بلند اور مقدس ہے - کیونکہ اس کا عدم سے انکار کرنا

اس لیے تو ہے کہ اس کی ذات عدم کے نقیض کو مقتضی ہے جب ممکن کی ماہیت بھی بالذات عدم کے نقیض کی تقاضا کرے گی تو ممکن کی ماہیت اور واجب کی ماہیت میں کوئی فرق نہ ہوگا - جب ایک میں قبول مذکور کو جائز کہیں گے تو دوسرے میں بھی جائز ہوگا .... کیوں کہ وجود کی نفس مرتفع ہوتی ہے الخ ماہیت کا ارتفاع جو کہ وہ خارج میں وجود کا عین ہے اور وجود خارج میں بنفسہ موجود ہے کسی دوسرے زائد وجود کے ساتھ نہیں ورنہ ماہیت اپنی ذات کی تقاضا سے نکل جائے گی اور یہ محال ہے - (یہاں) تو وجود ہی مرتفع ہوتا ہے جو کہ خارج میں ایک معدوم حقیقت ہے ،

معتبرة فی الذهن صفة ثبوتية بمعنی ان السلب ليس داخلا فی مفهومه لا بمعنی انه موجود فی الخارج وهو مرتفع معدوم فی نفسه فی الخارج موجود من حيث اعتباره العقل شانا للماهية الخارجية من حيث كونه فی الذهن فاذا ارتفعت الماهية التی هی غير الوجود فی ذاتها ارتفع عنه هذا الشان فی العقل بعد مالم يكن موجودا الافيه ولحقها فيه نقيضه الذی هو العدم.

فالوجود الغير المتحقق فی الخارج اصلا والمرتفع من اعتبار العقل بعد تحققه الذهنی رو ثبوته؟) لم يجز اتصافه بمفهوم العدم مواطاة لكونه نقيضه ولو فی المرتبة الاعتبارية جاز اتصافه به اشتقاقا لكون ذلك الوجود فی نفسه امرا اعتباريا معدوما فی الخارج صحيح الاتصاف به بكونه معدوما لجواز ارتفاع هذا الوجود بالكلية لا يوجب جواز ارتفاع الوجود الموجود فی الخارج بنفسه۔

معقول ذہن میں معتبر ہے اور ثبوتی صفت ہے اس معنی سے کہ سلب اس میں داخل نہیں ہے نہ اس معنی سے کہ وہ خارج میں موجود ہے اور وہ خارج میں فی نفسہ مرتفع اور معدوم ہے، اس لحاظ سے موجود ہے کہ عقل اس کو ماہیت خارجہ کی ایک شان اعتبار کرتی ہے۔ جب ماہیت جو کہ اپنی ذات میں وجود کے غیر ہے اٹھ جائے گی تو عقل میں یہ شان بھی اُٹھ جائے گی بعد اس کے وہ فقط عقل میں موجود تھا اور اس میں اس کو اسکا نقیض لاحق ہوا جو عدم ہے

تو وجود جو خارج میں بالکل متحقق نہ ہو اور اس کے تحقق ذہنی کے بعد عقل کے اعتبار سے مرتفع ہو جاتے ایسے وجود کا اتصاف عدم کی مفہوم کے ساتھ مواطاۃ طور پر نہیں ہوسکتا کیوں کہ وہ اس کا نقیض ہے اگرچہ اعتباری مرتبہ کیوں نہ ہو، باقی اس سے اشتقاقی طور پر اتصاف ہوسکتا ہے کیوں کہ وہ وجود فی نفسہ امر اعتباری ہے خارج میں معدوم ہے۔ تو اس وجود کا بالکلیہ ارتفاع وجود موجود فی الخارج بنفسہ کے ارتفاع کو لازم نہیں کرتا جب ہم نے وجود کو ماہیت ممکن کا عین فرض کیا اور مستدل کی یہی اس قول: "لوکان الوجود نفس الماهية" سے مراد تھی۔

اذا فرضنا نفس ماهية الممكن وذلك مراد المستدل بقوله: لو كان الوجود نفس الماهية -

فقول السيد السند فی شرح المتن المتقدم بعد التحرير فاذا جاز ارتفاع الوجود بالكلية واتصافه اشتقاقا بنقيضه الذی هو العدم جاز ذلك فی الماهية علی تقدير كون الوجود نفسها مما يتعجب منه مع ذكائه المعجب وتداركاته لما فات عن المصنف وتيقظه لما لم يتيقظ له فی اكثر مواضعات الكتب الا ان يكون وقوفا علی تحرير مراده من غير تعرض له -

فنقول له ما مرادك فی التالی بقولك جاز ذلك فی الماهية علی تقدير كون الوجود نفسها ان اردت من قولك ذلك جواز ارتفاع الوجود والعدم فی الخارج المعتبر فی العقل او الوجود الموجود فی الخارج بنفسه لا بامر زائد عليه -

..... اصبت الحكم بالملازمة وما دريت امرين .... ان المستدل لا يضره صحة هذه الملازمة علی ما مر بيانه مشروحا .... ان عاقلا فی

تو پھر سید سند کا پچھلے متن کی تشریح میں یہ کہنا (کہ اگر وجود کا بالکل ارتفاع جائز ہو اور اپنے نقیض سے جو عدم ہے اسکا اتّصاف اشتقاق کے طور پر جائز ہو تو جب ماہیت کے لئے وجود کو نفس کہا جائے گا تو ماہیت میں بھی یہ جائز ہوگا) تعجّب انگیز ہے حالاں کہ سید کا ذکاء حیرت کن ہے اور جو چیز مصنف سے رہ جاتی اس کا تدارک بھی کرتے ہیں اور اکثر مواضع کتب میں جہاں دوسروں کو تیقظ نہیں ہوا سید سند کو تیقظ ہوا ہے مگر یہ کہا جائے کہ اس کے مراد کی تحریر پر وقوف کیا ہے اور اس کا تعرض نہیں کیا - پھر ہم اسے کہتے ہیں کہ آپ کی تالی سے آپ کے اس قول میں کیا مراد ہے "وجود کا ماہیت کے نفس ہونے پر ماہیت میں یہ جائز ہوگا" اس سے اگر آپ کا ارادہ خارج میں وجود اور عدم کے ارتفاع کا جواز ہے جو کہ عقل میں معتبر ہے یا وجود کا جو خارج میں بنفسہ موجود ہے، اپنے اوپر کسی امر زائد سے موجود نہیں -

..... پھر تو آپ ملازمت کے حکم میں صواب کو پہونچے اور آپ نے دو چیزوں کو معلوم نہ کیا ... مستدل کو اس ملازمت کی صحت نقصان نہیں دیتی جیسا کہ اس کا بیان کھل کر پہلے گزر آیا ہے ... کوئی بھی عاقل اس کی عقل کے طور میں اس

طور عقلہ لایتصور عندہ کون امر معدوم فی الخارج نفس ماھیۃ ممکنۃ خارجیۃ۔ والفرض فی مثل قولنا لوکان الوجود نفس الماھیۃ الممکنۃ اوجزءھا انما تاتی لامکان التصور مع استحالۃ المتصور۔ والتصورات المستحیلۃ تستغنی عن فرضھا لعدم حاجۃ العلوم الی بطلان بیانھا۔ الثانی فالملازمۃ باطلۃ قطعا لما مر مفصلا مشروحا۔

وبھذا التحقیق الحقیق بالاغتنام ان شاء اللہ تعالی تبین کون الدلیل المنتھض علی ان الوجود فی الماھیات الممکنۃ صفۃ انتزاعیۃ اعتباریۃ لا وجود لھا فی الخارج برھانا قاطعا سالمۃ المقدمات عن المنوع رأسا علی ما ادعیناہ۔ فقد اتضح ان الحق مع من یقول وجود الممکنات امر اعتباری معدوم صرف فی ذاتہ فالماھیات الممکنۃ اعدام صرفۃ لم تشم رایحۃ الوجود ولم یکتسب الوجود من موجدہ صفۃ یقال لہ الوجود ویصیر بہ الوجود مشککا۔

کے پاس یہ تصور نہ ہوگا کہ ایک چیز خارج میں معدوم وہ ماہیت ممکنہ خارجیہ کی نفس ہو۔ ہمارے اس قول میں یہ فرض کرنا کہ اگر وجود ماہیت ممکنہ کا عین ہو یا جز ہو اس لئے آتا ہے کہ تصور ممکن ہے اور متصور محال ہے۔ اور تصورات مستحیلہ کے فرض کرنے سے استغنا حاصل ہے کیوں کہ علوم میں ان کے بطلان کے بیان کی طرف کوئی حاجت نہیں ہے دوم۔ پس ملازمت قطعا باطل ہوگی کیوں کہ اس کی تفصیل کھل کر پہلے گزر چکی ہے۔

یہ تحقیق جو کہ انشاء اللہ غنیمت کہنے کی سزاوار ہے اس سے یہ واضح ہوا کہ یہ دلیل جو کہ اس پر قائم کیا گیا ہے کہ ماہیات ممکنہ میں وجود صفت انتزاعی اعتباری ہے خارج میں اس کے لئے وجود نہیں ہے ایک قاطع برہان ہے اس کے مقدمات منوع سے بالکلیہ سلامت ہیں جیسا کہ ہم نے اس کا دعویٰ کیا تھا۔ پھر بلاشبہ واضح ہوا کہ حق ان کے ساتھ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ممکنات کا وجود اعتباری امر اور اپنی ذات میں معدوم خالص ہے تب ماہیات ممکنہ اعدام محض ہیں انہوں نے وجود کی بو کو نہیں سونگھا اور نہ ہی وجود نے موجد سے ایسی صفت کو کسب کیا ہے جس کو وجود کہا جائے اور اس سے وجود مشکک ہوجائے۔ اور

ولیس فی الاعیان مایصدق علیه
الوجود الا وجود موجود بنفسه،
وما هذا شانه لا یکون الا
واجبا - فلا موجود ولا وجود الا
الواجب فان کان للممکن فی حالة
المضاد بالعدم موجود لامحالة
فهو الله سبحانه فوجود الممکن هو
عین وجود الواجب الحق لکون الممکن
موجودا مضادا بحال العدم ضرورة
لایستلزم وجودا ممکنا یقوم به بل
سد الخلل انما یحصل بوجود واجب
تتقوم الممکنات بها قیام الهالکین
بالقیوم الوجود الواجب الحق ویظهر
هو بها - وهذا الظهور من تلك
الماهیات غیر ضروری ان شاء
ظهر بها وان شاء لم یظهر فتلك
الماهیات من هذه الحیثیة تسمی
ممکنة ای یمکن ظهور الوجود الواجب
منها ولا یجب کما یجب ظهوره فی ماهیة
هی عین الوجود فسمیت واجبة بل
یجوز ان یوصف الوجود الواجب من
حیث الظهور

من هذه الماهیات بالوجود الممکن

اعیان میں وجود کا مصداق وجود ہی ہے جو بنفسہ موجود ہے۔

اور جس کی یہ شان ہے وہ واجب ہی ہوگا - پس موجود اور وجود صرف واجب ہی ہوگا پس اگر ممکن کو عدم کے ضد کی حالت میں موجود لامحالہ کہیں گے تو وہ اللہ سبحانہ ہوگا - تب ممکن وجود واجب حق کے وجود کا عین ہے کیوں کہ ممکن کا موجود مضاد بحالت عدم ہونا بالبداہت وجود ممکن کو مستلزم نہیں ہے جس کے ساتھ وہ قائم ہو بلکہ احتیاج کا سد وجود واجب سے ہی ہوگا - ممکنات کا قیام اس سے اس طرح ہے جیسے ہالکین کا قیام قیوم وجود واجب حق سے ہوتا ہے - اور وہ ان سے ظاہر ہوتا ہے اور یہ ظہور ماہیات کی طرف سے غیر ضروری ہے اگر چاہے تو ان سے ظاہر ہو اور اگر چاہے تو نہ ظاہر ہو - پس یہ ماہیات اس حیثیت سے ممکنہ کہلائینگی یعنی ان سے وجود واجب کا ظہور ممکن ہے اور واجب نہیں جیساکہ اس کا ظہور اس ماہیت میں واجب ہوتا ہے جو وجود کا عین ہو - پس اس کا نام واجبہ ہوگا، بلکہ جائز ہے کہ وجود واجب ان ماہیات سے ظاہر ہونے کی وجہ سے وجود ممکن سے موصوف ہو۔

اس معنی سے کہ اس کا ظہور ماہیات

بمعنی انہ ممکن الظهور منها لا
واجبة فالامکان والوجوب لم یتوجها
الی نسبة واحدة لذات الوجود فی
موطن واحد حتی یتمایزا -

وهذه صدمة الحق فی توحید
الوجود الواجب - فیظهر من هذا
وحدة الوجود مع بقاء الموجودات
علی تعددها وهی الماهیات الممکنة -
ولم ار محققا من علماء الباطن والظاهر
صادم هذا الحق الصریح وصادمه و
زاحمه ... فالخلاف انما هو فی مثله
کون الحق عین جمیع الماهیات المختلفة
قال بها الشیخ الاکبر ومن وافقه من اکابر
المتقدمین والمتاخرین - وقد رقمنا بحمد الله
ومن رسوله صلی الله علیه وسلم مما لا تفیها لعبارات الا
رمزا - وهذه الرسالة لیست متکفلة
لشرحها وانما هی مثبتة لوحدة
الوجود الواجب الحق بالبرهان المسکت
لاهل الرسوم وسمیتها بادهة الورود
فی اثبات وحدة الوجود -

سے ممکن ہے، واجب نہیں ہے، پس امکان
اور وجوب ایک نسبت کی طرف ذات وجود کے لئے
ایک موطن میں متوجہ نہوئیں تاکہ وہ جدا ہوجائیں
یہ حق کا صدمہ ہے وجود واجب کی
توحید میں ان کے تعدد پر اور یہ ماہیات ممکنہ
ہیں - میں نے علماء باطن اور ظاہر میں سے
کسی محقق کو نہ دیکھا کہ وہ اس حق صریح کی مزاحمت
اور مصادمت کرے ... پس خلاف صرف
اس مسئلہ میں ہے کہ حق جمیع ماہیات مختلفہ کا
حق ہے - شیخ اکبر اور ان کے جمیع متقدمین
اور متاخرین میں سے متفق لوگ اس کے قائل
ہیں - اور ہم نے اس اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور
اس کے رسول کے احسان سے ایسا لکھا ہے کہ
عبارات میں اس کی طرف اشارہ ہی ہوسکتا ہے
اور یہ رسالہ اس کی شرح کے لئے متکفل نہیں
ہے اور یہ وحدت وجود واجب حق کو ایسے برہان
سے ثابت کرتا ہے جو اہل رسوم کے لئے مسکت
ہے اور میں نے اس کا نام بادھتہ الودود فی
اثبات وحدۃ الوجود رکھا - صلی اللہ علی سیدنا
محمد وآلہ الطاہرین واصحابہ بالفضل ظاہرین وسلم

صلی الله علی سیدنا محمد وآله الطاهرین واصحابه بالفضل ظاهرین وسلم